احرام اور اُس کے مسائل

مولانا محمّد طاسین

حج وعمرہ کے مناسک میں سے ایک نہایت ضروری اور اہم منسک احرام ہے۔ احرام ایک شرعی اصطلاح ہے۔ اس کا ایک خاص مفہوم ہے اور وہ یہ کہ حج وعمرے کی دل سے نیت کرنا اور زبان سے تلبیہ کہنا، یا تلبیہ کی بجائے ایسا عمل کرنا جو حج وعمرے کے ساتھ مخصوص ہے، جیسے ہدی کے جانور کو خاص علامت اور شعار کے ساتھ حرم کی طرف روانہ کرنا، وغیرہ۔

چونکہ ایسا کرنے سے حج وعمرہ کرنے والے پر بعض حلال اور مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جیسے خوشبو لگانا وغیرہ۔ اس لئے اس کو احرام سے موسوم کر دیا گیا جس کے معنے اہلِ لغت کے نزدیک: "الدخول فی الحرمۃ" کے ہیں۔ گویا انھوں نے اس میں باب افعال کے خاصے الدخول فی المأخذ کا لحاظ رکھا ہے جیسے اصبح بمعنے دَخَلَ فی الصبح" فقہاء نے بھی اسی معنے کو ملحوظ رکھتے ہوئے احرام کی تعریف کی ہے: "الدخول فی حرمات مخصوصۃ" مخصوص حرمتوں میں داخل ہونا یعنی ان کا التزام کرنا۔

اسی طرح ایک دوسرے پہلو سے بھی احرام کے لغوی اور اصطلاحی مطلب کے مابین مناسبت موجود ہے اور وہ یہ کہ لفظ احرام کے تمام لغوی استعمالات میں منع کے معنے بطورِ اصل پائے جاتے ہیں، اور اصطلاحی معنے سے بھی حج وعمرہ کرنے والے کے لئے کئی مشروع امور ممنوع ہو جاتے ہیں لہٰذا بطور لزوم والتزام اس میں بھی منع کے معنے پائے جاتے ہیں۔

تمام ائمہ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ احرام حج اور عمرے کے فرائض میں سے ایک اہم اور بنیادی فرض ہے جس کے بغیر حج اور عمرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اختلاف صرف اس تعبیر میں ہے کہ احرام ارکانِ حج میں سے محض ایک رکن ہے یا بعض وجوہ سے رکن اور بعض وجوہ سے شرط ہے۔ رکن اور شرط میں یہ فرق

ہے کہ رکن شے کی ماہیت اور حقیقت میں داخل اور اُس کا جزء ہوتا ہے جب کہ شرط، شے کی ماہیت سے خارج ہوتی ہے۔ شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرہ کے نزدیک احرام محض رکن ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک بعض پہلوؤں سے رکن اور بعض پہلوؤں سے شرط ہے۔ بالفاظِ دیگر ابتدائی کے لحاظ سے شرط اور انتہا کے لحاظ سے رکن ہے۔ اشھر الحج یعنی حج کے مہینوں سے پہلے اس کا جائز ہونا اس کے شرط ہونے پر دلالت کرتا ہے اور نابالغ شخص نفلی حج کے احرام کے بعد بالغ ہو جائے تو اس کے فرض حج کے لئے نئے احرام کا ضروری ہونا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ احرام حج کا رکن ہے۔

جو امور احرام سے تعلق رکھتے ہیں اُن کی شرعی حیثیتیں مختلف ہیں؛ بعض فرض بعض واجب، بعض سنّت اور بعض مستحب ہیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

جو امور فرض ہیں وہ حنفی مذہب کی رُو سے صرف دو ہیں:۔ ایک دل سے حج وعمرہ کی نیّت، اور دوسرے زبان سے تلبیہ یا اُس کے قائم مقام کوئی ذکر یا حج وعمرہ سے مخصوص کوئی فعل، چنانچہ اگر نیّت ہو لیکن تلبیہ نہ ہو یا اس کے برعکس تلبیہ ہو لیکن نیّت نہ ہو تو احرام متحقق اور ثابت نہیں ہوتا جبکہ شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب کے مطابق صرف نیّت سے متحقق ہو جاتا ہے۔ تلبیہ وغیرہ اس کے تحقق کے لئے ضروری نہیں۔

عام طور پر یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ مرد جب سِلے ہوئے کپڑے اُتار کر ایک اَن سِلی چادر تہمد کی طرح باندھ لیتا ہے اور دوسری طرف اوڑھ لیتا ہے اور سر ننگا رکھتا ہے تو اس کا احرام وجود میں آتا ہے درست نہیں۔ کیونکہ احرام کسی خاص لباس کی وجہ سے وجود میں نہیں آتا بلکہ وہ خاص لباس احرام کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب نیّت اور تلبیہ سے احرام ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے مرد کے لئے جو چیزیں حرام اور ممنوع قرار پاتی ہیں اُن میں سے ایک چیز سِلے کپڑوں کا پہننا ہے لیکن اگر کوئی اس کے باوجود سِلے ہوئے کپڑے پہنے رکھے اور کسی وقت تک اَن سِلی چادریں استعمال نہ کرے تو اس سے اس کا احرام باطل نہیں ہوتا، احرام اپنی جگہ رہتا ہے البتہ ممنوع اور حرام چیز کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے صدقہ یا دم لازم آتا ہے جس سے اس گناہ کی تلافی ہو جاتی ہے۔

واجباتِ احرام احرام کے صرف دو واجبات ہیں۔ ایک میقات سے احرام کرنا۔ دوم ممنوعاتِ احرام سے بچنا اور پرہیز کرنا۔ پہلے واجب کا مطلب یہ کہ جس نے میقات سے پہلے احرام نہ باندھا ہو وہ جب میقات پہ پہنچے تو احرام کے بغیر آگے نہ بڑھے اُس کے لئے میقات سے احرام شروع کرنا واجب ہے، اور جس نے میقات سے پہلے احرام شروع کر دیا ہو مثلاً پاکستان کے حاجی نے کراچی سے احرام شروع کر دیا تو اس کے لئے دوبارہ میقات سے احرام واجب نہیں۔ میقات سے پہلے احرام شروع کر دینا افضل اور مستحب ہے اور خصوصاً اُس صورت میں ضروری ہے جب کسی خاص سواری میں سفر کرنے کی وجہ سے اُس کے لئے میقات سے احرام باندھنا ممکن نہ ہو، یا اُس کے لئے کوئی مانع ہو۔ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز جانے والے حاجی کے لئے کراچی سے احرام باندھنا ضروری ہے جب کہ اُس کا ارادہ جدہ سے سیدھا مکہ مکرمہ جانے کا ہو۔ اور اگر اُس کا ارادہ جدہ سے مدینہ منورہ جانے اور وہاں سے پھر مکہ مکرمہ آنے کا ہو تو اُس کے لئے کراچی سے احرام باندھنا ضروری نہیں، بلکہ اُس کے لئے حکم یہ ہے کہ مدینہ طیبہ سے یا اس کے میقات ذوالحلیفہ سے احرام باندھے۔

میقاتِ احرام میقات سے مراد وہ خاص مقام ہیں جن سے مکہ مکرمہ جانے والا بغیر احرام کے نہیں گزر سکتا اور گزر جائے تو اُس پہ جزا لازم ہوتی ہے یعنی جانور کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ یہ مقامات مکہ مکرمہ کے اطراف میں کافی فاصلہ پہ واقع ہیں اور پانچ ہیں:۔ اوّل ذوالحلیفہ یا بئرِ علی ہے جو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے ایک سو اٹھانوے (۱۹۸) میل دُور مدینہ کے راستے میں ہے مدینہ سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پہ۔ دوم ذاتِ عرق، یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے اور یہ مقام مکہ مکرمہ سے بیالیس (۴۲) میل کے فاصلہ پہ واقع ہے، سوم جحفہ، یہ شام کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے، رابغ کے قریب مکہ مکرمہ سے ایک سو بارہ (۱۱۲) میل دُور واقع ہے، اب یہ مقام ویران ہو کر مٹ مٹا گیا ہے اور اس کے قائم مقام رابغ ہے۔ چہارم قرن، یا قرن المنازل اور قرن الثعالب ہے۔ یہ نجد کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ اس کا فاصلہ مکہ معظمہ سے پچاس میل ہے۔ پنجم یلملم۔ یہ مقام یمن کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ پاکستان کے جو حاجی حضرات بحری جہاز سے

جدّہ جاتے ہیں اُن کا میقات بھی یہی یلملم ہے، یلملم، کامران اور جدّہ کے درمیان سمندر کے مشرقی کنارے پر ایک پہاڑی کا نام ہے جو بحری جہاز سے بذریعہ دُوربین دکھائی دیتی ہے۔ جب جہاز اُس کے سامنے سے گُزرتا ہے تو جہاز کی انتظامیہ کی طرف سے حاجیوں کو اطلاع کر دی جاتی ہے اور وہ احرام باندھ لیتے ہیں۔

احرام کے دوسرے واجب یعنی ممنوعاتِ احرام سے بچنے کا مطلب اسی وقت واضح ہو سکتا جب یہ معلوم ہو کہ ممنوعاتِ احرام کیا ہیں، ممنوعاتِ احرام کی تعداد اور ان کی تفصیل یہ ہے:۔

ممنوعاتِ احرام

رفث: رفث کے معنے ہیں جماع کرنا، یا عورتوں کے سامنے مَردوں کا، یا مَردوں کے سامنے عورتوں کا اشارۃً یا صراحۃً جماع کا ذکر کرنا، یا ایک کا دوسرے کو رغبت اور شہوت سے ہاتھ لگانا، یا آنکھوں سے دیکھنا یا مذاق و تفریح کرنا۔

فسق وفجور: اس کا مطلب ہے اللہ کی نافرمانی اور کسی گناہ کا ارتکاب کرنا۔ گناہ کا ممنوع ہونا تو ویسے بھی ظاہر ہے لیکن احرام کی حالت میں اُس کے ممنوع ہونے کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ جدال یعنی لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا، اس لڑائی جھگڑے سے مراد دنیاوی امور میں لڑائی جھگڑا ہے لیکن اگر دینی امور میں بھی بلاضرورت جھگڑے گا تو ممنوع کا مرتکب ہوگا' البتہ کسی مجبوری کے تحت دینی امور میں بحث و مباحثہ اور نزاع و جھگڑا ہو جائے اور نیت درست ہو تو حرج نہیں۔ قرآنِ حکیم کی اس آیت میں ان تینوں ممنوعات کا صریحاً ذکر ہے۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ۔ حج میں نہ رفث جائز ہے اور نہ فسوق اور نہ جدال۔

صحرائی و جنگلی جانوروں کا شکار: یہ شکار جس طرح خود کرنا حرام ہے اسی طرح دوسرے شکار کرنے والے کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنا بھی حرام اور ممنوع ہے۔ مثلاً شکار کرانے میں راہنمائی کرنا، شکار کی طرف اشارہ کرنا، شکار روکنا، شکار بھگانا، شکاری کو کوئی آلہ شکار مثلاً بندوق وغیرہ دینا، شکار کی خرید و فروخت کرنا اور پکانا کھانا سب ممنوع ہے، لیکن دریائی اور بحری جانوروں کا شکار ممنوع نہیں۔ اسی طرح پالتو جانوروں جیسے اونٹ، گائے بھینس، بکری دُنبے کا ذبح کرنا بھی ممنوع نہیں۔ اور ایسے جانوروں کا مارنا اور قتل کرنا بھی ناجائز نہیں جو کاٹنے اور مارنے کے لئے حملہ کرتے ہیں۔ درندے جیسے بھیڑیئے وغیرہ اور زہریلے جانور جیسے بچھو،

سانپ، بھڑ، چھپکلی، چوہا، کتا، بلی، مچھر، پسو وغیرہ۔ یہی حکم کوے اور چیل وغیرہ کا بھی ہے۔ البتہ جوں کا مارنا ممنوع ہے اس لئے کہ وہ بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔

سلا ہوا کپڑا پہننا۔ سلے ہوئے کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جو مرد کے بدن کے اکثر حصے کو ڈھانک لے اور خود بخود بدن پر ٹھہر جائے۔ سلا ہوا ہونے یا چپکانے سے، یا خود وہ کپڑا ایسا بنا ہوا ہو کہ بغیر کسی سبب ورکاوٹ کے جسم پر ٹھہر جائے، جیسے کرتا، قمیص، شلوار پاجامہ، جبہ، کوٹ، اچکن، شیروانی، بنیان، جرابیں اور دستانے وغیرہ۔ احرام کی حالت میں مرد کے لئے ایسے کپڑوں کا استعمال ممنوع اور حرام ہے جبکہ عورتوں کے لئے ممنوع نہیں جائز ہے لیکن اگر مرد ایسے کپڑوں کو اس طرح استعمال کریں کہ ان کی وضع بدل جائے مثلاً جبے کو چادر کے طور پر استعمال کریں یا کرتے پاجامے کو کمر یا شانے پر ڈال لیں تو یہ جائز ہے۔

خوشبودار چیز سے رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ جیسے زعفران، کسم اور ورس وغیرہ کہ ان سے کپڑے کے اندر شوخ رنگ کے ساتھ خوشبو بھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کو اس طرح دھولیا جائے کہ اس کی شوخی اور خوشبو زائل ہو جائے تو اس کپڑے کا پہننا ممنوع نہیں۔

منہ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا۔ یعنی کسی ایسی چیز سے خواہ وہ کپڑا ہو، درخت کے پتے ہوں یا کاغذ وغیرہ۔ منہ اور سر کو اس طرح ڈھکنا کہ وہ چیز منہ اور سر سے لگ جائے احرام کی حالت میں ممنوع ہے، منہ اور سر سے مراد پورا منہ اور پورا سر نہیں بلکہ اس کے بعض حصوں کا ڈھکنا بھی اسی طرح ممنوع ہے جس طرح پورے منہ اور سر کا ڈھانکنا ممنوع ہے، عورت صرف سر کو ڈھک سکتی ہے۔

داڑھی اور سر کے بالوں کو خطمی یا خوشبودار صابن سے دھونا، یا گوند وغیرہ سے جمانا، کیونکہ اس سے جوؤں کے مرنے اور بالوں کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے البتہ ایسی چیز سے دھونا جائز ہے جس سے جوئیں مرنے اور بال ٹوٹنے اور اکھڑنے کا احتمال نہ ہو، صرف صفائی ہوتی ہو۔

خوشبو استعمال کرنا۔ خوشبو خواہ جسم پر لگائے یا کپڑے پر یا سونگھے ہر طرح

ممنوع ہے، خوشبو میں وہ شے شامل ہے جس میں کسی قسم کی خوشبو ہو۔ جیسے عطر، پھل، پھول اور بعض سبزیاں وغیرہ۔ لیکن خوشبودار چیز کا کھانا ممنوع نہیں۔

تیل استعمال کرنا، یہ استعمال خواہ بدن پر ملنے کی صورت میں ہو یا سر پر لگانے کی شکل میں۔ یا کسی خاص عضو پر ملنے اور مالش کرنے کی شکل میں ہر طرح ممنوع اور ناجائز ہے۔

جسم کے بالوں کا خواہ وہ سر کے ہوں یا داڑھی کے یا کسی اور حصّہ کے منڈوانا، کترانا، اکھاڑنا، جلا دینا یا کسی دوا اور بال صفا پاؤڈر وغیرہ سے دُور کرنا، سب ممنوع ہے۔ البتہ آنکھ میں پڑبال ہو جائیں تو ان کا نکالنا ممنوع نہیں۔

ناخنوں کا کترنا کتروانا : ناخن تراش، قینچی اور چاقو وغیرہ سے ہو یا دانت کے چبا ڈالنے سے ہر طرح ممنوع ہے۔

خوشبودار چیز کا کھانا : فقہانے لکھا ہے کہ خوشبودار چیز سے مُراد وہ چیزیں ہیں جو خود خوشبو کہلاتی اور خوشبو کے لئے استعمال کی جاتی ہیں مثلاً مشک، کافور، عنبر، گل گلاب، زعفران حنا، ریحان، خطمی، دار چینی، الائچی، لونگ اور بنفشہ وغیرہ۔ کہ ان کا جس طرح سونگھنا ممنوع ہے اسی طرح کھانا بھی ممنوع ہے لیکن جہاں تک خوشبودار پھلوں کا تعلق ہے جیسے خربوزہ، سیب، امرود، آم، نارنگی، سنگترہ وغیرہ تو خوشبو حاصل کرنے کے لئے ان کا سونگھنا تو ممنوع ہے لیکن کھانا ممنوع نہیں۔

بالوں میں مہندی وغیرہ لگانا : جس سے بال رنگین اور خوشبودار ہو جائیں یا آپس میں چمٹ کر بندھ جائیں ممنوع ہے۔

بدن کو اس طرح بے احتیاطی سے کھجلانا اور خارش کرنا کہ اس کے کسی حصّے کا بال ٹوٹ جائے یا جوُں مر جائے یا گر جائے ممنوع ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر معمولی قسم کا کھجلانا جائز ہے۔

حرم شریف کے کسی درخت یا گھاس کو کاٹنا یا اُکھاڑنا، یا کسی جانور کو حرم میں چرانا بھی ممنوع ہے البتہ اذخر گھاس کو کاٹنا اور اُکھاڑنا ممنوع نہیں جو آگ جلانے میں کام آتی ہے۔

یہ ہیں وہ ممنوعات جن سے احرام کی حالت میں بچنا اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر کسی محرم سے دانستہ یا نادانستہ، عمداً یا سہواً ان میں سے کسی کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا احرام تو برقرار رہتا ہے البتہ اس کو کفّارہ ضرور دینا پڑتا ہے ورنہ اس کا حج ناقص رہتا ہے۔ کفّارے کی تفصیل جنایاتِ احرام کی بحث میں آئے گی۔

سنن احرام۔ (۱) حج کا احرام حج کے مقرّرہ مہینوں میں شروع کرنا جو شوال، ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ پر مشتمل ہیں۔

(۲) اپنے شہر یا راستہ کے میقات سے احرام باندھنا۔

(۳) احرام سے پہلے غسل کرنا اور اگر کسی وجہ سے غسل ممکن نہ ہو تو وضو بھی اس کا قائم مقام ہو سکتا ہے لیکن تیمم نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ غسل یا وضو طہارت کے لئے نہیں بلکہ نظافت اور صفائی کے لئے ہے۔ لہٰذا یہ حیض و نفاس والی عورتوں اور نابالغ بچوں کے لئے بھی مسنون ہے۔

(۴) مرد کے لئے دو چادریں استعمال کرنا، ایک بطورِ تہمد اور دوسری اوڑھنے کے لئے۔ واضح رہے کہ عورت کے لئے احرام کا کوئی لباس مقرّر نہیں۔ لہٰذا عورتیں جو سر پر رومال باندھتی ہیں وہ بالوں کو چھپانے اور گرنے سے بچانے کے لئے ہوتا ہے احرام کے لئے نہیں ہوتا چنانچہ اگر کوئی عورت اپنے دوپٹے وغیرہ ہی سے یہ کام لے لے اور مستقل رومال نہ باندھے تو بھی جائز ہے۔

(۵) احرام شروع کرنے سے پہلے جسم یا کپڑے پر خوشبو لگانا بشرطیکہ یہ ایسی خوشبو ہو یا ایسے طریقہ سے لگائی جائے کہ کپڑے وغیرہ پر اس کا نشان پڑے اور نہ دیکھنے میں آئے۔

(۶) غسل یا وضو کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر (اگر مرد ہو) دو رکعت نماز سنّت بنیّت واجب پڑھنا بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ یہ نماز مرد و عورت دونوں کے لئے مسنون ہے۔

(۷) احرام کے وقت ایک مرتبہ تلبیہ کہنا فرض اور ایک سے زیادہ بار کہنا سنّت ہے تلبیہ کے الفاظ ہیں: لبیکَ، اللّٰھم لبیکَ، لبیکَ لا شریکَ لکَ لبیکَ اِنَّ الحمدَ والنعمۃَ لکَ وَالملکَ لکَ لَا شریکَ لکَ۔ یہ تلبیہ نماز کے بعد سوتے جاگتے، صبح و شام، سواری پر چڑھتے اترتے، بلند و پست مقامات پر چڑھتے اترتے، کسی سے ملاقات کرتے وقت، غرضیکہ ہر نئی حالت میں کہنا مسنون ہے۔

(۸) مرد کو تلبیہ بلند آواز سے اور عورت کو آہستہ آواز سے کہنا چاہیئے۔ بلند آواز سے مراد اتنی بلند آواز ہے جس سے کسی کو اذیت نہ پہنچے۔

(۹) تلبیہ کی اتنی عبارت جو اوپر لکھی گئی ہے کہنا سنّت ہے اور اس سے کم خلافِ سنّت ہے البتہ زیادہ مستحب ہے۔

مستحباتِ احرام ۱- ایک دفعہ میں تین مرتبہ تلبیہ پڑھنا اور تلبیہ کے بعد رسولِ اکرمؐ پر درود بھیجنا۔

۲- احرام کے غسل سے پہلے حجامت بنوانا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، ناخن ترشوانا، اور غسل میں احرام کی نیّت کرنا۔

۳- احرام کی چادروں کا نیا یا دُھلا ہوا اور سفید ہونا۔

۴- احرام کی نیّت زبان سے بھی کرنا، نیّت کے الفاظ خواہ کسی بھی زبان میں ہوں۔

۵- میقات پر پہنچنے سے پہلے احرام باندھنا۔

پاکی کے ارادہ سے کپڑے دھونا، مسواک کرنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹ ڈالنا، سرمہ لگانا، ختنہ کرانا، فصد لینا، پچھنے لگوانا، دانت نکلوانا، انگوٹھی پہننا، آئینہ دیکھنا، نیز زخم یا پھنسی پھوڑے پر مرہم پٹی کرنا کرانا، سر کے نیچے تکیہ رکھنا بشرطیکہ مُنہ تکئے پر نہ ہو۔ ایسا جُوتا پہننا جس سے پاؤں کی پُشت کُھلی رہے۔ گھی، چربی اور تیل جس میں خوشبو نہ ہو کھانا اور زخم پر لگانا یہ سب امور بلا کراہت جائز ہیں۔

جنایاتِ احرام احرام کی وجہ سے جو چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں جب محرم ان میں سے کسی چیز کو اختیار کر لیتا ہے تو اس کو جنایت کہتے ہیں۔ ان جنایات میں سے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں بعض ایسی ہیں جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر بعض سے صدقہ نصف صاع گیہوں اور بعض سے اس سے بھی کم، اور بعض ایسی ہیں کہ ان سے ایک خاص چیز کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:-

رفث ممنوع ہے پس اگر مرد و عورت میں سے کسی نے کسی کا بوسہ لے لیا یا مباشرت فاحشہ کی، یا شہوت سے اُس کو چھُوا، یا سوائے جماع کے اس طرح کا کوئی دوسرا فعل کیا، انزال

ہو یا نہ ہو بہرصورت دونوں پر ایک ایک قربانی واجب ہوگی۔ اسی طرح اس شخص پر بھی ایک قربانی واجب ہوتی ہے جس نے مُشت زنی کے ذریعے یا کسی جانور سے مجامعت کے ذریعے منی کا اخراج کیا ہو۔ لیکن ان صورتوں میں حج فاسد نہیں ہوتا۔ البتہ وقوفِ عرفہ سے پہلے باقاعدہ جماع اور لواطت کرنے سے قربانی واجب ہونے کے ساتھ ساتھ حج بھی فاسد ہو جاتا ہے اور آئندہ سال اس کی قضا کرنی پڑتی ہے اور اگر کسی نے وقوفِ عرفات کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا حج فاسد نہ ہوگا البتہ قربانی ضرور دینی پڑے گی، اگر جماع یا لواطت حلق یا قصر سے پہلے ہو تو اس صورت میں اونٹ یا گائے جیسے بڑے جانور کی قربانی لازم آتی ہے، اور سر منڈوانے یا کتروانے کے بعد ہو تو بھیڑ بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے۔

اسی طرح عمرے کا احرام باندھنے والے نے طواف سے پہلے جماع یا لواطت کا ارتکاب کیا تو اُس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور اس پر قربانی اور عمرے کی قضا بھی واجب ہوتی ہے لیکن جس نے طواف کے بعد اور سعی صفا و مروہ سے پہلے جماع کر لیا تو اُس پر قربانی تو لازم ہوتی ہے لیکن عمرہ فاسد نہیں ہوتا۔

محرم کے لئے جنگلی و صحرائی جانوروں کا شکار ممنوع ہے۔ اُن جانوروں کا کھانا حلال ہو یا حرام، پس اگر محرم نے خود کوئی جانور یا پرندہ شکار کیا، یا مذکورہ صورتوں میں دوسرے شکار کرنے والے سے تعاون کیا تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس جانور یا پرندے کی وہ قیمت ادا کرے جو دو مبصر تجویز کریں، اگر قیمت اتنی ہو کہ اُس سے کوئی جانور خریدا جا سکے۔ تو جانور خرید کر حرم میں بھیج دے اور وہاں اس کو ذبح کر دیا جائے، اور اگر قیمت اتنی نہ ہو تو اُس کا غلّہ خرید کر ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر دے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر مسکین کے کھانے کے عوض ایک روزہ رکھے، اور اگر قیمت ایک صدقۂ فطر سے بھی کم ہو تو اُس قیمت سے جس قدر بھی غلّہ مل سکے خرید کر صدقہ کر دیا جائے یا صرف ایک روزہ رکھ لے۔

شکار کی جزا کے سلسلہ میں یہ ملحوظ رہے کہ جن جانوروں کا گوشت حلال نہیں ان کے شکار کی جزا ایک بکری سے زائد نہیں ہو سکتی خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور قیمتی کیوں نہ ہو جیسے ہاتھی وغیرہ۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ اس زخم سے مرے نہیں، یا شکار کے بال اکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اس سے اس شکار کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہوتی ہے اس کے مطابق محرم پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے اس کی قیمت دس روپے تھی اور اب زخمی وغیرہ ہونے کے بعد آٹھ روپے ہو گئی تو محرم کو صرف دو روپے صدقہ کرنے ہوتے ہیں۔ اگر محرم شکار کا کوئی ایسا عضو توڑ دے جس کی وجہ سے وہ اپنی حفاظت سے معذور ہو جائے مثلاً پر نوچ ڈالے یا پاؤں توڑ دے تو ایسی صورت میں اس کی پوری قیمت صدقہ کرنی پڑتی ہے۔

اگر کوئی محرم کسی جانور کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے ہوں تو کوئی جزا واجب نہیں ہوتی، اگر درست حالت میں ہوں اور توڑنے کے بعد ان کے اندر سے زندہ بچے نکلیں تو کچھ جزا نہیں یا نکل کر مر جائیں تو ان کی قیمت واجب ہوتی ہے۔ اگر بچہ نہ نکلے تو صرف انڈہ کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوتی ہے۔

اگر محرم جوئیں یا ٹڈیاں مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا کوئی ایسا فعل کرے جس سے وہ خود بخود مر جائیں۔ اگر تو یہ جوئیں تین تک ہیں تو ہر ایک کے عوض ایک ایک مٹھی آٹا صدقہ کر دینا کافی ہے اور اگر تین سے زیادہ ہوں تو صدقۂ فطر کی پوری مقدار صدقہ کرنا واجب ہوتی ہے، جوؤں کا بدن سے نکال کر زمین پر پھینک دینا بھی اُن کے مارنے کے حکم میں ہے۔

مرد کے لئے سلے کپڑے پہننا ممنوع ہے لہذا اگر کسی نے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا ایک کپڑا یا متعدد کپڑے دن رات پہنے رہا تو اس پر ایک قربانی واجب ہو جاتی ہے، قربانی دینے کے بعد بھی پہنے رہا تو دوسری قربانی واجب ہو جاتی ہے، اور اگر ایک دن رات سے کم پہنے تو صرف صدقہ دینا واجب ہوتا ہے۔

اگر کسی نے کوئی سِلا ہوا کپڑا غیر متعارف طریقہ سے استعمال کیا مثلاً کرتہ اس طرح پہنا کہ گریبان گلے میں ڈال لیا لیکن آستینیں ہاتھوں میں نہ ڈالیں تو اس پر کوئی صدقہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔

اگر ضرورت سے کوئی سِلا ہوا کپڑا پہنا اور ضرورت رفع ہو جانے کے بعد بھی پہنے رہا تو ایک قربانی دینی پڑے گی، ایک ضرورت کے بعد دوسری ضرورت کے لئے پہنے تو

دوسری قربانی واجب ہوجاتی ہے۔

محرم کے لئے خوشبو استعمال کرنا یا خوشبودار چیز سے رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے خوشبو استعمال کی تو اس پر جزا واجب ہوگی۔ خوشبو کی مقدار زیادہ ہو تو قربانی واجب ہوتی اور کم ہو تو صدقہ واجب ہوتا ہے۔ انسانی جسم کے متوسط اعضاء (جیسے کان ناک وغیرہ) میں سے ایک عضو یا کم پر خوشبو لگانا تھوڑی مقدار میں شامل ہے، اور اگر ایک عضو (جیسے ہاتھ پاؤں یا سر وغیرہ) پر خوشبو لگانا زیادہ مقدار میں آتا ہے۔

اگر کوئی شخص خوشبودار چیز کھلائے جس سے منہ خوشبودار ہوجائے تو اس پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو کسی دوسری چیز کی اس میں آمیزش نہ ہو، اور اگر خوشبو کسی کھانے پینے کی چیز میں ملی ہوئی ہو جیسے حلوہ وغیرہ اور وہ آگ پر پکی ہوئی ہو تو کسی حالت میں بھی اس کا حکم خوشبو کا نہیں خواہ اس میں خوشبو غالب ہو یا مغلوب، اس کے کھانے پر دم وصدقہ لازم نہیں ہوتا، اور جو چیز پکی ہوئی نہ ہو بلکہ خام (کچی) ہو تو اس میں خوشبو کے غلبہ کا اعتبار ہوگا، اگر خوشبو غالب ہے تو اس پر خوشبو کا حکم لگایا جائے گا ورنہ نہیں، اور پینے کی چیز میں خواہ خوشبو غالب ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر خوشبو کا حکم لگایا جائے گا فرق اتنا ہے کہ اگر خوشبو غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہ ہونے کی صورت میں صدقہ واجب ہوگا، خوشبو کے غالب اور مغلوب ہونے کا معیار یہ ہے کہ خوشبو دوسری شے میں مل جانے کے بعد ایسی تیز ہو کہ گویا خالص خوشبو ہے تب تو غالب ورنہ مغلوب ہے۔ اسی طرح اگر خوشبو کی مقدار زیادہ اور دوسری شے کی کم ہے تو خوشبو غالب اور اگر اس کے برعکس ہو تو خوشبو مغلوب متصور ہوگی۔

اگر خوشبو ملی ہوئی چیز ایسی ہو جو کھانے پینے میں نہ آتی ہو بلکہ جسم پر لگانے یا اور کسی طرح استعمال کرنے کی ہو جیسے کریم، واسلین اور صابن وغیرہ تو اس میں خوشبو کے غلبہ کو دیکھا جائے گا۔ اگر خوشبو اتنی زیادہ ہے کہ خالص خوشبو محسوس ہوتی ہو تو قربانی واجب ہوگی ورنہ صدقہ ہوگا۔

اگر خوشبو لگانے کے بعد قربانی کرلی مگر خوشبو کو جسم سے زائل نہیں کیا تو پھر دوسری

قربانی واجب ہوگی خوشبودار لباس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہوتی ہے جبکہ وہ پورے ایک دن پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع میں لگی ہو۔

تھوڑی مقدار کی خوشبو استعمال کرنا، مثلاً ایک چھوٹے یا درمیانے عضو میں لگانا، یا کسی کپڑے پر ایک بالشت مربع سے کم میں لگانا، خواہ دن رات استعمال کرے یا کم وقت' صرف صدقہ واجب کرتا ہے۔

محرم کے لئے کسی چیز سے مُنہ اور سر کا ڈھانکنا ممنوع ہے۔ بنا بریں اگر اُس نے سر یا مُنہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادۃً ڈھانکنے کا رواج ہو جیسے رومال، ٹوپی، چھتری اور چادر وغیرہ تو اس پر ایک قربانی واجب ہوگی، اور اگر کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے ڈھانکنے کا رواج نہ ہو جیسے طشت برتن وغیرہ تو اس سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔

مُنہ یا سر ڈھانکنے میں قربانی اس وقت واجب ہوتی ہے جب کہ وہ ایک دن رات ڈھانکے رہے، اگر اس سے کم وقت میں ڈھانکا یا چوتھائی چہرہ اور سر سے کم ڈھانکا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا اور ایک گھنٹہ سے کم ڈھانکا تو صرف ایک مٹھی آٹا دینا ہوگا۔

اگر کسی ضرورت کے تحت محرم نے مُنہ یا سر کو ڈھانکا تو جب تک وہ ضرورت رفع نہ ہو جائے اس پر ایک ہی قربانی واجب ہوگی، اور اگر ضرورت رفع ہو جانے کے بعد بھی ڈھانکے رہا تو دوسری قربانی واجب ہو جائے گی۔

احرام کی حالت میں داڑھی اور سر کے بالوں کا خطمی وغیرہ سے دھونا یا گوند سے جمانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر محرم نے خطمی وغیرہ کسی ایسی چیز سے بالوں کو دھویا یا جمایا جس سے جوئیں مرنے اور بال گرنے کا یقین ہو تو اس پر صدقہ لازم آتا ہے۔

محرم کے لئے مہندی کا استعمال بھی ممنوع ہے، پس اگر اُس نے رقیق (پتلی) مہندی سر یا داڑھی یا ہاتھ پاؤں میں لگائی یا خوشبودار تیل لگایا تو اس پر ایک قربانی واجب ہوگی، لیکن روغن زیتون یا روغن کنجد کے دوا کے طور پر لگانے سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔

اگر محرم نے گاڑھی مہندی یا کوئی اور خوشبودار گاڑھی چیز پورے سر یا کم از کم چوتھائی پر لیپی اور لگائی اور ایک دن رات لگی رہی تو اس پر دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں۔ ایک مہندی

لگانے اور خوشبو استعمال کرنے کی اور دوسری سر کو ڈھانکنے کی، مگر عورت پر صرف ایک قربانی لازم ہوگی کیونکہ سر کا ڈھانپنا اس کے لئے ممنوع نہیں۔

احرام کی حالت میں بال منڈوانا کتروانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی محرم نے پورے سر اور داڑھی کے بالوں کو یا کم ازکم چوتھائی کو مونڈا، منڈوایا، یا کتروایا تو اس پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے، نیز اگر کسی نے پوری ایک بغل یا زیرِ ناف یا گردن کے بالوں کو مونڈا، اُکھاڑا یا ترشوایا یا پاؤڈر وغیرہ سے صاف کیا تو اس کو بھی ایک قربانی دینا پڑتی ہے۔

اگر کسی نے پچھنے لگوانے کے لئے جسم کے بالوں کو مونڈا اور پھر پچھنے لگوائے تو بھی ایک قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر پچھنے نہ لگوائے تو صرف صدقہ دینا پڑتا ہے۔

مونچھ کے منڈوانے یا سر اور داڑھی کے چوتھائی حصہ سے کم کے منڈوانے سے بشرطیکہ تین بال سے زیادہ مونڈے گئے ہوں، صدقہ واجب ہوتا ہے۔ اور اگر کسی نے صرف تین بال یا تین سے کم مونڈے یا اکھاڑے تو ہر بال کے بدلے ایک مٹھی آٹا دینا لازم ہوتا ہے۔

جس کے سر اور داڑھی کے بال کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے گِر گِرا کر چوتھائی سے بھی کم رہ گئے ہوں وہ اگر پورے سر اور پوری داڑھی کو منڈوا ڈالے تو اس پر صرف صدقہ ہوگا۔

محرم شخص، کسی دوسرے محرم یا غیر محرم کے سر یا گردن کے بال مونڈ دے تو اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔

ناخنوں کا کسی طریقہ سے بھی دُور کرنا محرم کے لئے ممنوع ہے لہٰذا اگر کسی نے ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں دونوں کے سارے ناخنوں کو کاٹا کٹوایا تو ایک قربانی واجب ہوگی، اور اگر مختلف مقامات اور مختلف مجلسوں میں کترے کتروائے تو دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں، نیز ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے ناخنوں کو بھی کتروانے کا یہی حکم ہے۔

اگر پانچ ناخنوں سے کم کٹوائے، یا دونوں ہاتھوں، یا دونوں پاؤں میں سے پانچ سے زیادہ اس طرح کٹوائے کہ کسی ہاتھ یا پاؤں کے چار ناخن سے زیادہ نہ کٹے تو ہر ناخن کے بدلہ میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے

تو کہیں قربانی اور کہیں صدقہ دینا واجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر تفصیل سے عرض کیا گیا۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ممنوع کا ارتکاب کیا جائے تو اُس کو اجازت ہے کہ چاہے تو قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دے دے، چاہے تین روزے رکھے، جب اور جہاں چاہے رکھے۔ وقت اور جگہ کی پابندی نہیں۔ اسی طرح جن صورتوں میں صدقہ واجب ہوتا ہے جب وہ عذر کے ساتھ ہوں تو محرم کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو صدقہ دے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے روزہ رکھے۔

مناسکِ حج میں احرام کی جو اہمیت ہے اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے، چونکہ دوسری تمام عبادات کی طرح عبادتِ حج کا بھی اصل مقصد انسان کے اندر صفتِ تقویٰ کا پیدا کرنا اور قائم رکھنا ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے نیز انسان کے نفس کی اصلاح کرنا ہے جس پر ایک صحیح صالح عملی زندگی کا دارومدار ہے، لہٰذا غور سے دیکھا جائے تو احرام اپنی تمام پابندیوں کے ساتھ اس مقصد کے لئے نہایت مؤثر اور حد درجہ مفید ہے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عظیم کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں احرام کے متعلق لکھا ہے:

"معلوم ہونا چاہیئے کہ حج و عمرہ میں احرام کی حیثیت وہی ہے جو نماز میں تکبیرِ تحریمہ کی ہے اس سے اخلاص اور تعظیم کی ظاہری صورت نمایاں ہوتی ہے اور ایک ظاہری عمل سے ضبطِ عمل اور پختگی عزم و ارادہ کا اظہار ہوتا ہے نیز وطن، گھر بار چھوڑنے، ہمیشہ کے مالوفات و مرغوبات سے احتراز کرنے، تجمل و آراستگی کے سامانوں سے بچنے اور اجتناب کرنے کی وجہ سے نفس کے اندر بارگاہِ الٰہی میں خضوع و خشوع، تذلل و خاکساری، عجز و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح اس سے تعب و مشقت اور سرگرانی اور پراگندہ حالی کا اظہار ہوتا ہے، ممنوعاتِ احرام سے اجتناب کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ تذلل و انکساری، خضوع و خشوع اور ترکِ زینت و آراستگی اور خستہ حالی، پراگندہ بالی اور خوفِ الٰہی اور اس کی عظمت و حرمت کا پوری طرح اظہار ہو جائے اور نفس قابو میں رہے اور بے لگام طریقے سے خواہشات کے پیچھے نہ چلے"۔